فیوض الرحمٰن

اردو ترجمہ

تفسیر روح البیان

شیخ القرآن والحدیث فیض ملت حضرت علامہ مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ

سیرانی روڈ بہاول پور

فیوض الرحمٰن

اردو ترجمہ

تفسیر روح البیان

پارہ نمبر ۱۵۔۱۶۔۱۷

مصنف

سراج العلماء، زبدۃ الفضلاء حضرت مولانا شیخ

اسمٰعیل حقی قدس سرہ

مترجم

شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ

محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

سن طباعت

جولائی 1993ء

باہتمام

صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور۔ پاکستان

۲۔ جعلت لی الارض مسجدا و ترابہا طہور۔ زمین میرے لیے مسجد اور اس کی مٹی پاک کرنے والی بنائی گئی۔

اور فرمایا:

۳۔ اتیت بمفاتیح خزائن الارض۔ مجھے زمین کے خزانے عطا کیے گئے ہیں۔

۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلی مبارک سے پانی کے چشمے بہہ نکلے۔

اور فرمایا:

۵۔ نصرت بالصباء۔ میری مدد صبا سے ہوئی۔

۶۔ اشجار آپ کو صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور سجدہ ریز ہوتے۔

۷۔ آپ کے اشارہ سے درخت جڑوں سمیت حاضر حضور ہوتے اور پھر واپس اپنی جگہ چلے جاتے۔

۸۔ حیوانات آپ سے کلام کرتے اور آپ کی نبوت کی شہادت دیتے۔

اور فرمایا:

۹۔ اسلم شیطانی علیٰ یدی۔ میرا شیطان میرے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا۔

ان کے علاوہ سفلیات کی بے شمار مثالیں ہیں۔

اور عالم علویات میں سے بھی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً چاند کے دو ٹکڑے ہوجانا ؎

پس قمر کہ امر بشنید و شتافت

پس دو نیمہ گشت بر چرخ و شگافت

ترجمہ: چاند حکم سن کر دوڑا اور دو ٹکڑے ہوا اور نیچے اُتر کر پھر آسمان کی طرف چلا گیا۔

براق، جبرائیل اور رفرف آپ کے تابع فرمان تھے۔ آپ شبِ معراج میں ساتوں آسمان، بہشت اور دوزخ اور عرش وکرسی کو عبور فرماتے ہوئے قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام تک پہنچے بلکہ

فما بقی شئ من الموجودات الا وقد سخر لہ[1] (روح البیان ج ۵ ص ۵۱۲) موجودات کی ہر شے حضور علیہ السلام کے لیے مسخر کی گئی۔

---

[1] یہ حوالہ پڑھ کر وہابیوں دیوبندیوں مودودیوں کے آقا و مولا اسماعیل دہلوی کی عبارت "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" (تقویۃ الایمان) پر دم کردیں۔

اویسی غفرلہٗ

ہ

نہ کسے در گرد تو ہرگز رسید

نہ کسے را نیز چندیں عز رسید

ترجمہ : آپ کی گرد تک کوئی نہ پہنچ سکا اور نہ ہی آپ جیسی عزت کسی کو ملی۔

ف : ومن الشیٰطین الخ میں اشارہ ہے کہ ہم نے سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں انہیں بہت بڑے امور کو سرانجام دینے کی طاقت بخشی لیکن اب ان میں ایسے امور کو سرانجام دینے کی طاقت نہیں ہے۔

تفسیر عالمانہ

وَاَیُّوْبَ اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ایوب علیہ السلام کا واقعہ یاد کیجئے۔

ف : ان کے نسب میں اختلاف ہے۔ اگرچہ انتہا میں روم بن ابراہیم علیہ السلام تک سب کا اتفاق ہے۔ مروی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بستی حران کی طرف مبعوث فرمایا۔ یہ بستی دمشق کے نشیبی علاقوں میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کثرتِ اموال و اولاد سے نوازا۔ منقول ہے کہ آپ کے سات صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں تھیں اور جانوروں کا تو شمار نہ تھا۔ آپ پر ابلیس ملعون نے حسد کر کے کہا کہ اے الٰہ العلمین! یہ تیرا بندہ عیش اور خیر و عافیت میں ہے اور بہت مال رکھتا ہے اور اس کی نیک اولاد بھی بکثرت ہے۔ اگر مال و اولاد چھین کر اسے بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کیا جائے تو وہ بہت جلد تیری راہ سے پھر جائے گا اور ناشکری کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو غلط کہتا ہے کیونکہ وہ میرا پسندیدہ بندہ ہے۔ اگر میں اسے ہزاروں بلاؤں میں بھی مبتلا کر دوں تب بھی وہ امتحان میں کامیاب ہوگا ؎

چناں در عشق بگرویم کہ گر تیغ زنی بر سر

بروز امتحاں باشم چو شمع استادہ پا برجا

ترجمہ : میں تیرے عشق کا ایسا گرویدہ ہوں کہ اگر میرے سر پر تلوار مارو تب بھی امتحان میں سر نہ ہلاؤں گا بلکہ تلوار کے سامنے سر جھکائے کھڑا رہوں گا۔

شیطان کے اعتراض کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو آزمائش میں ڈال دیا کہ تمام اونٹ بجلی سے اڑا دیے اور تمام بکریاں سیلاب میں بہا دیں۔ کھیتی ہوا کی نذر ہوگئی۔ اولاد دیوار کے نیچے دب کر مر گئی۔ جسم مبارک پر زخم ہوگئے یہاں تک کہ کیڑے پڑ گئے[1]۔ سوائے ایک بیوی کے باقی تمام لوگوں نے آپ سے علٰحدگی اختیار کر لی۔

ف : ان کا امتحان بھی ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہوا یعنی دونوں کی آزمائش مال، اولاد اور بدن سے ہوئی۔

---

[1] یہ قول مرجوح ہے کہ اس سے عام کیڑے مراد ہوں۔

۱ یک گدا بود سلیمان بعصا و زنبیل
یافت از لطف تو آں حشمت ملک آرائے

۲ مصطفیٰ بود یتیمی ز عرب پست درت
دادش انعام تو تاج شرف بالائے

یہ صفحہ) ف : شریعت میں مندرج صورتیں بھی انبیاؑ علیہم السلام کے معاملات کو اپنے اوپر چسپاں کرنا حرام ہے۔

۱۔ انبیاء علیہم السلام کے بعض اوصاف بیان کرکے مثال کے طور اپنے لیے حجت یا دوسرے کے لیے حجت بنائے جبکہ امور انبیاؑ علیہم السلام بحیثیت دینی امور کے اظہار کے لیے کیے یا ان کی اسی طرح تکمیل ضروری تھی۔

۲۔ کسی کام کو انھوں نے کسرِ نفسی کے طور کیا۔

۳۔ یا کسی مقصد اسلامی کے پیشِ نظر اپنے آپ کو بلند و ارفع ظاہر فرمایا حالانکہ دوسروں کو جائز نہیں۔ اسی طرح مثلاً کوئی کہے ہوا میرے حق میں ایسا ویسا کہا گیا۔ نبی علیہ السلام کو بھی تو کہا گیا تھا۔

۴۔ یا یوں کہے کہ اگر میری تکذیب ہوئی تو کوئی بات نہیں انبیاء علیہم السلام کی بھی تو تکذیب ہوئی تھی۔

۵۔ یا یوں بکواس کرے کہ میں نے گناہ کرلیا تو کیا حرج ہے جبکہ انبیاؑ علیہم السلام نے بھی تو گناہ کیے تھے۔

۶۔ یا یوں کہے کہ میں لوگوں کی مذمت سے کب بچ سکتا ہوں جبکہ انبیاء علیہم السلام بھی نہ بچ سکے۔

۷۔ یا یوں کہے کہ میں فلاں مصیبت سے صبر کر رہا ہوں جیسے اولوالعزم پیغمبروں علیہم السلام نے صبر کیا۔

۸۔ یا کہے کہ ایسے صبر کرتا ہوں جیسے حضرت ایّوب علیہ السلام نے صبر کیا۔

۹۔ یا کہے کہ میرا صبر کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صبر کرنا ہے انھوں نے بھی دشمنوں کی دشمنی پر صبر کیا تھا بلکہ ان سے کچھ زیادہ حوصلہ فرلیا جیسے میں حوصلہ کر رہا ہوں۔ متنبی کا شعر ہے :؎

انا فی امۃ تدارکہا اللہ غریب کصالح فی ثمود

(میں ایسی قوم میں غریب ہوں اللہ تعالیٰ انھیں اچھا کرے جیسے حضرت صالح علیہ السلام ثمود میں غریب تھے)

جیسے مصری شاعر کا قول ہے کہ :؎

کنت موسیٰ و افتہ بنت شعیب
غیر ان لیس فیکما من فقیر

وغیرہ وغیرہ۔ فقیر کی اس موضوع پر ایک تصنیف "گستاخ کا انجامِ بد" ہے۔ اس میں اسی رسالہ "تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغبیاء" کو بھی شامل کردیا گیا ہے۔ اویسی غفرلہٗ

ف : مروی ہے کہ ایسی آزمائش ایوب علیہ السلام سے پہلے ستر انبیاء علیہم السلام نے اختیار کی لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف ایوب علیہ السلام کو منتخب فرمایا ۔ اور ایوب علیہ السلام اس آزمائش میں اٹھارہ سال یا سات سال سات ماہ سات دن سات گھڑیاں مبتلا رہے ۔

اعجوبہ ایک بی بی رحمۃ بنت افرائیم بن یوسف علیہ السلام نے عرض کی آپ اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے صحت و عافیت کی دعا مانگیئے ۔ آپ نے فرمایا کہ عیش و عشرت اور آرام میں کتنی زندگی گزری ؟ بی بی صاحبہ نے کہا : اسی سال ۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا آتی ہے کہ آرام کی زندگی کے مقابلہ میں دُکھ کی زندگی تھوڑی ہے ۔ اگر عرض کروں تو ناموزوں بات ہے ۔

ف : ہر سحر کے وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آتی کہ اے ایوب (علیہ السلام) ! کیا حال ہے ؛ تو ایوب علیہ السلام شوق و ذوق سے ٹھنڈی سانس کھینچ کر عرض کرتے کہ اے مولیٰ کریم ! آپ کے دیئے ہوئے تحفے سے خوش ہوں ۔

؎

گر بر سر بیمار خود آئی بعیادت
صد سالہ بامید تو بیمار تواں بود

ترجمہ : اگر بیمار پرسی کے لیے آپ تشریف لائیں تو آپ کی تشریف آوری کے انتظار میں سو سال بیماری میں بسر کرنا بھلا لگتا ہے ۔

ایک ضعیف قول ایوب علیہ السلام کے جسم پر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار کیڑے مسلط فرمائے ۔ اس لیے کامل لشکر بارہ ہزار کی تعداد سے ہوتا ہے ۔ کما قال علیہ السلام :

اثنا عشر لن یغلب عن قلۃ ابداً ۔ بارہ ہزار کا لشکر قلت کے باوجود کبھی مغلوب نہیں ہوتا ۔

ف : اللہ تعالیٰ کا لشکر :

۱ ۔ کیڑے
۲ ۔ مچھر ۔ نمرود کی پٹائی اسی لشکر سے ہوئی ۔
۳ ۔ ابابیل نے صاحب الفیل کو فنا کیا ۔
۴ ۔ ہدہد عوج کو مٹانے کے لیے اور کبوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے حاضر ہوئے ۔

صبرِ ایوب علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے تمام جسد اطہر کو کیڑے کھا گئے صرف ہڈیاں، دل، زبان، کان، آنکھیں باقی رہ گئیں ۔ جب ایک کیڑا ایوب علیہ السلام کے قلب مبارک اور زبانِ اطہر پر پہنچا، چونکہ قلب منبعِ معرفت اور معدنِ نبوت و ولایت اور زبان مصدر ذکر و مورد توحید ہے اسی لئے

غیرت کھائی اور خطرہ محسوس کیا کہ اگر یہ اعضا بھی باقی نہ رہے تو طاعتِ الٰہی اور تسبیحِ حق سے رہ جاؤں گا۔ اور ادھر آزمائش کی گھڑیاں بھی ختم ہو چکی تھیں اور حالت بھی کمزور ہو چکی تھی یہاں تک کہ کھڑے ہو کر نماز بھی ادا نہ کر سکتے تھے۔ مقامِ ابتلا میں فنائے کُلّی نصیب ہو چکی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ایک دعا القا فرمائی تاکہ مقامِ بقا کو حاصل کر لیں اور انھیں جلال کے بعد تجلّیٔ جمال اور دُکھ درد کے بعد دولتِ لقا سے نوازے۔

چنانچہ ایوب علیہ السلام کے اس مقام کی یُوں خبر دی اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ جب کہ ایوب علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اَنِّىْ بے شک مجھے مَسَّنِىَ الضُّرُّ دُکھ اور تکلیف پہنچی ہے۔

ف : الضر بالفتح ہر قسم کی تکلیف پر استعمال ہوتا ہے، بالضم خاص قسم کی تکلیف جو انسان کے وجود میں مرض یا کمزوری وغیرہ کو پہنچے۔

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اور تو ارحم الراحمین ہے کہ ہم ہر دکھ اور درد کے وقت تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔

نکتہ : ارحمنی کہنا تھا لیکن ایوب علیہ السلام نے ایسے طریق سے سوال کیا کہ جس میں لطفِ الٰہی کو خود بخود بندے پر توجہ ہو اور اسی میں ادب بھی ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی اکثر دعائیں اسی طرح اشاروں کنایوں سے ہوتی ہیں ؎

وفی النفس حاجات وفیك فطانة

سکوتی بیان عندها وخطاب

ترجمہ : دل میں تمناؤں کا انبار ہے اور تم انھیں خوب جانتے ہو۔ میرا سکوت اور خاموشی انہی کا بیان اور اظہار ہے۔

حضرت حافظ قدس سرہٗ نے فرمایا : ؎

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست

در حضرت کریم تمنا چہ حاجتست

ترجمہ : ہم بڑے حاجت مند ہیں لیکن سوال کی ضرورت نہیں اس لیے کہ کریم کے سامنے اظہارِ تمنّا کیسا۔

سوال : تم نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام اشاروں کنایوں سے معروضات پیش کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے اس لیے کہ زکریا علیہ السلام کی تصریح قرآن مجید میں موجود ہے۔ کما قال : هب لی من لدنك ولیاً۔

جواب : ہم نے اکثر کی قید لگائی اور پھر اشارے کنایے ایسی دعاؤں میں ہوتے ہیں جو دکھ درد ٹالنے کے لیے ہوں تاکہ تصریح سے شکایت کا اشتباہ نہ ہو باقی ضروریات کی تصریح ہمارے دعویٰ کے خلاف نہیں۔

حکایت ایک بڑھیا نے سلیمان بن عبد الملک کے ہاں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے گھر میں چُوہے قلابازیاں کھاتے ہیں۔ اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ میرے گھر میں کھانے پینے کی کوئی شے نہیں۔ بڑھیا کو سلیمان بن عبد الملک نے کہا تُو نے سوال میں لطافت دکھائی ہے اس لیے میں تیرے لیے انتظام کروں گا۔ بڑھیا نے سُن کر خوشی سے تیندے[1] کی طرح قلابازی

---

[1] درندہ کی ایک نوع جو کتے سے بڑا اور چیتے سے چھوٹا ہوتا ہے اس کے بدن پر چھوٹے چھوٹے سیاہ داغ ہوتے ہیں۔ اسے عربی میں فہد کہتے ہیں اس کی جمع فہود ہے ۱۲

کھائی۔ سلیمان بن عبد الملک اس کی مزید عجوبہ سازی سے بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے اس کے گھر کو غلہ سے بھر دیا۔

ف: ایوب علیہ السّلام کی دعا عجز و انکسار اور اپنی تنگی اور محتاجی کے اظہار پر مبنی تھی۔ اس میں جزع و فزع اور شکایت نہیں تھی جیسے عموماً اضطرار میں ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں استجابت کا مژدہ سنایا اور انّا وجدناہ صابراً سے ان کی مدح فرمائی۔ بالفرض اگر مانا جائے کہ وہ شکایت تھی تو کیا حرج ہے۔ جب انھوں نے غیر سے تو شکایت نہیں کی بلکہ اپنے مالک و مولیٰ سے عرض کیا اور یہ صبر جمیل کے منافی نہیں۔ لیکن جیسے یعقوب علیہ السلام نے کہا: انما اشکو بثی حزنی الی اللّٰہ فصبر جمیل۔

فائدہ صوفیانہ عارف کامل جو معرفت الٰہی میں کامل اور محقق ہو تو اس کا شکوہ انبساط کی حقیقت اور اس کی ندا مناجات کی تحقیق اور محبوب کی آزمایش سے غمگینی مباہات کی حقیقت اور عشق کی زبان تضرع و حکایت کے ساتھ ہوتی ہے اسے شکایت اور جزع فزع نہیں کہا جاتا جیسا کہ عاشق رومی نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے ؎

بشنو از نے چوں حکایت مے کند

از جدا یہا شکایت مے کند

ترجمہ: نَے سے سنو کیا کہتا ہے، وہ جدائیوں کی شکایت کرتا ہے۔

تفسیر صوفیانہ آیت میں اشارہ ہے کہ جو بھی ایوب علیہ السلام کی طرح مصائب میں مبتلا ہو کر شکوہ و شکایت (عاجزانہ) کرے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ بشریت مصائب سے المناک ہوتی ہے جس کی بشریت خبر دیتی ہے لیکن چونکہ روحانیت تائید الٰہی سے مؤید ہوتی ہے اسی لیے وہ مصائب کے وقت بھی نورِ الٰہی کو دیکھتی اور سمجھتی ہے کہ آزمائش کرنے والے کی طرف سے کمال عنایت ہے بلکہ زحمت کے پردے میں رحمت فرما رہا ہے اس سے نفس کی تربیت مطلوب ہوتی ہے۔ اس سے انسان مقامِ صبر اور رتبۂ نعمت عبدیت کو پہنچتا ہے جس کے متعلق وہ مسنی الضر سے خبر دیتا ہے لیکن بشریت کی حیثیت سے، اور وہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ العالمین! یہ جو کچھ مجھے مصائب میں مبتلا ہونا پڑا یہ بھی تیرے فضل کا نور ہے اور تو ارحم الراحمین ہے اس لیے کہ تُو نے ہی مجھے دُکھ درد عنایت فرما کر اور قوت صبر عطا کر کے رحم فرمایا ہے کہ میں اپنے نفس کے صفات سے پاک اور صاف ہو کر فنا سے تیرے صفات کی بقا پائی اور ان صفات سے ایک یہی صبر ہے اور یاد رہے کہ صبر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ بندے کی صفت ہے تو مجازاً۔ کما قال: واصبر وماصبرك الّا باللّٰه۔ اور الصبور صرف (حقیقۃً) اللہ تعالیٰ ہے اور بس۔

تفسیر عالمانہ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے ایوب علیہ السلام کی دعا مستجاب فرمائی فَكَشَفْنَا پس ہم نے ان سے رنج اور دُکھ ٹال کر انہیں شفا بخشی۔

ایوب علیہ السلام کی شفایابی کا قصہ مروی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السّلام کو جمعہ کے دن سحر کے وقت یا زوال کے وقت حکم ہوا کہ آپ کو مبارک ہو کہ آپ کی دعا مستجاب

ہو چکی ہے۔ اب یُوں کیجئے کہ اپنا پاؤں مبارک زمین پر ماریئے۔ جب ایوب علیہ السلام نے اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو اس سے پانی کا ایک چشمہ بہہ نکلا۔ اس سے آپ نے غسل فرمایا جس کی برکت سے آپ کے جسم پر نہ کوئی کیڑا رہا نہ زخم۔ پھر دوبارہ زمین پر پاؤں مبارک مارا تو دُوسرا چشمہ نکلا اس سے آپ نے پانی پیا تو پیٹ کی تمام بیماریاں دفع ہوگئیں اور آپ نہ صرف مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے بلکہ آپ کی جوانی لوٹ آئی اور حُسن وجمال نکھرا۔ آپ نے ایک نئی پوشاک پہنی۔

فائدہ صُوفیانہ

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کی اس لیے آزمائش کی گئی کہ ریاضات شاقہ اور قسم قسم کے مجاہدات بدنیہ سے آپ کے مقامات علیا کی تکمیل ہو اس لیے آپ کو حکم ہُوا کہ بشریت کی زمین کو زد وکوب کریں تاکہ انھیں حقیقت کا پانی مثالی صورت میں نصیب ہو اور آپ اس سے غسل فرمائیں تاکہ آپ کے جسم سے امراضِ جسمانیہ اور قلب سے امراضِ روحانیہ دُور ہوں۔ خلاصہ یہ کہ ایوب علیہ السلام جب مجاہدہ سے فارغ ہوئے اور آپ کی استعداد صاف و شفاف ہوگئی اور اس قابل ہُوئے کہ آپ کو فیضِ الٰہی سے نوازا جا سکے تو حضرت روحانیہ سے آپ کو آبِ حیات نصیب ہوا جس میں آپ نے غسل فرمایا تو آپ کے ظاہری وباطنی اور بُعد کے حجابات اُٹھ گئے اور مشاہدات ربانیہ سے سرفراز ہُوئے۔ (کذا فی التاویلات النجمیہ)

ریشم کے کیڑے میں نبوّت کے فیوض وبرکات

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ رذیل ترین مخلوق کیڑے کی شان بلند ہوئی تو اسے ایوب علیہ السلام کے جسمِ اطہر سے چمٹنے کا موقعہ بخشا تاکہ ارذل سے اشرف اور انقص سے اکمل ہو جائیں جیسے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں جگہ دے کر شرافت اور بزرگی سے ہمکنار فرمایا ایسے ہی کیڑے نے ایوب علیہ السلام کی صحبت سے رذالت سے شرافت پائی کہ جب وُہ ایوب علیہ السلام کے جسمِ اطہر سے گرے تو درخت پر چڑھے تو ان کے لعاب سے ابریشم نکلا۔ اور اس کی قدر و قیمت سب کو معلوم ہے اور اس کی یہ قدر و قیمت کیڑے کی ذاتی نہیں بلکہ نبوت کے فیوض و برکات کا کرشمہ ہے۔ شیخ سعدی قدس سرّہٗ نے فرمایا: ؎

۱ گِلی خوشبوے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم

۲ بدو گفتم کہ مشکے یا عبیرے — کہ از بُوئے دلآویز تو مستم

۳ بگفتا من گِل ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم

۴ کمال ہم نشیں بر من اثر کرد — وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

ترجمہ: ۱۔ حمام کی خوشبو دار مٹی مجھے محبوب کے ہاتھ سے ملی۔

۲۔ میں نے اسے کہا کہ تُو مشک ہے یا عنبر کہ تیری دل لوٹنے والی خوشبو سے مست ہوگیا ہوں۔

۳۔ کہا میں ایک مٹی ناچیز ہوں لیکن گلاب کے ساتھ ایک عرصہ گزارنے کا مجھے موقع نصیب ہوا ہے۔

۴۔ ہمنشیں کے کمال نے مجھ میں اثر فرمایا ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔

بزرگوں کی صحبت مشائخ نے فرمایا کہ شریف و عزیز کی صحبت سے انسان شریف و عزیز بنتا ہے اور کمینے اور رذیل کی صحبت سے انسان کو کمینگی اور رذالت نصیب ہوتی ہے۔ دیکھیے بادِ صبا جب باغات سے گزرتی ہے تو اس میں خوشبو ہوتی ہے اور جب وُہ غلاظت سے گزرتی ہے تو اس میں بدبو ہوتی ہے۔ اسی طرح جو نفس کی سنگت اختیار کرتا ہے اسے ذلت و رسوائی ملتی ہے اور جو اخلاق ارواح سے سرفراز ہوتا ہے تو اسے شرافت اور بزرگی نصیب ہوتی ہے۔

مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ

وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور ہم نے انھیں عطا کیے ان کے اہل اور ان جیسے ان کے ساتھ۔ اور یہ کہ پہلی اولاد سے دگنی اولاد پیدا ہوئی۔

ف : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زوجہ محترمہ کو بھی جوانی لوٹا دی اور آپ کے ہاں چھبیس بچے پیدا ہوئے اور آپ کو بے پایاں مال عطا ہوا۔ آپ غربا و مساکین پر بیحد رحم فرماتے اور یتامیٰ و بیوگان کی کفالت اور مہمان نوازی میں بے نظیر تھے۔ اور مسافروں پر لطف و کرم فرماتے۔

سونے کی ٹڈی حدیث شریف میں ہے کہ ایوب علیہ السّلام غسل فرما رہے تھے تو آسمان سے آپ پر ٹڈی کے پاؤں کی مانند سونے کے ٹکڑے گرے، جنھیں ایوب علیہ السلام سمیٹ کر کپڑے میں ڈالنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایوب! کیا تجھے میں نے غنی نہیں کیا، پھر اس معمولی سونے کی کیا ضرورت ہے۔ عرض کی: یا اللہ! تیری برکت کے حصول کے لیے سمیٹ رہا ہوں ورنہ مجھے مال و دولت کی تو کوئی کمی نہیں۔

مسئلہ : اس سے معلوم ہوا کہ حلال اور طیب مال کی کثرت و وفرت مباح ہے۔

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا اور ایوب علیہ السلام کو مال و دولت سے نوازنے اور رحمت خاصہ عنایت فرمانے کے لیے کیا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ اور دُوسرے عبادت گزار لوگوں کی نصیحت و عبرت کے لیے انھیں مال و دولت سے نوازا تاکہ دُوسرے عبادت گزاروں کو معلوم ہو کہ ہم بہت بڑی قدرت کے مالک ہیں۔ اگر وہ صبر کریں جیسے ایوب علیہ السلام نے صبر کیا تو ثواب پائیں گے جیسے انھیں اجر و ثواب سے نوازا گیا اور مال و دولت اور آل و اولاد سے بھی ؎

۱ ہر کہ او در راہِ حق صابر بود
بر مراد خویشتن قادر بود

۲ صبر باید تا شود یکسر حرج
زانکہ گفت الصبر مفتاح الفرج

ترجمہ : ۱۔ جو کوئی راہِ حق میں صبر کرتا ہے اپنی مراد پہ قدرت پاتا ہے۔
۲۔ صبر چاہیے تاکہ حرج دور ہو، اس لیے کہ صبر کشادگی کی کنجی ہے۔

ف : ایوب علیہ السلام کی آزمائش تھی کہ انھیں ایسے مصائب میں مبتلا کیا گیا تاکہ مخلوق کو ان کے درجاتِ علیا کا علم ہو کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے کتنے بڑے مراتب کے مالک ہیں۔ یوسف علیہ السلام کو اذکرنی عند ربك کے کہنے سے دنیوی عاقبت سے دوچار کیا گیا اور یحییٰ علیہ السلام کو کفار نے ذبح کر ڈالا۔ ان کی یہ مصیبت ان کی کرامت اور مراتب کو بلند کرنے کے لیے تھی اس لیے کہ آپ سے زندگی بھر اور غلطیاں تو درکنار آپ سے خلافِ اولیٰ بھی صادر نہ ہوا بلکہ اس کے ارادہ تک کا ارتکاب نہ کیا۔

وَاِسْمٰعِيْلَ اور یاد کرو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ! اسمٰعیل علیہ السلام کے قصّہ کو۔ اسمٰعیل بمعنے مطیع اللہ۔ وَاِدْرِيْسَ آپ کا اسم گرامی اخنوخ بن برد بن مہلائیل۔ بعض علماء نے فرمایا کہ آپ کو ادریس اس لیے کہا جاتا تھا کہ آپ کثرت سے درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ اس کی تحقیق ہم نے پہلے بیان کر دی ہے۔ وَذَا الْكِفْلِ۔ کفل بمعنے کفالت و ضمانت۔ وہ اس لیے کہ بنی اسرائیل کے کسی ایک نبی کے ہاں وحی آئی کہ میں چاہتا ہُوں کہ آپ کی رُوح قبض کروں اور آپ اپنا ملک بنی اسرائیل کے کسی ایسے بندے کے سپرد کر دیں جو اس بات کی ضمانت دے کہ پابندی سے تمام رات نماز پڑھتا رہے گا، ذرہ بھر بھی آرام نہ کرے گا، سُستی نہ کرے گا۔ دن کو روزہ رکھے گا، روزہ میں ناغہ نہ کرے گا۔ لوگوں میں حق کا فیصلہ کرے گا اور کسی پر ناراض نہ ہو گا۔ جو ان امور کی پابندی کے لیے تیار ہو جائے تو اپنی بادشاہی اس کے سپرد کر دو۔ جب پیغمبر علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر یہ بات ظاہر کی تو ایک جوان نے حامی بھری اور کہا کہ :

انا اتكفل بها۔ میں اس کی کفالت کروں گا۔

پیغمبر علیہ السلام نے ملک اس جوان کے سپرد کر دیا۔ اس نے ایفائے عہد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے انعام کے طور خلعتِ نبوت سے نوازا۔ اس لیے وہ ذوالکفل کے نام سے مشہور ہوئے۔

كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ وہ سب یعنی اسمٰعیل و ادریس و ذوالکفل علیہم السلام صبر کرنے والوں سے تھے یعنی طاعات و عبادات کی مشقات اور بلیات کی برداشت سے مکمل طور پر صبر کرنے والے تھے۔ مثلاً ذبح کے وقت اسماعیل علیہ السلام نے صبر کیا اور عرض کی :

يا ابت افعل ما تؤمر (الآیۃ)

اور ایسے ویران اور جنگل کے مقام میں رہنے پر صبر کیا جہاں نہ کھیتی تھی اور نہ آبادی۔ اس کی جزا میں اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی نسل سے پیدا فرمایا اور ادریس علیہ السلام نے درس و تدریس میں صبر فرمایا اور ذوالکفل علیہ السلام نے صیام النہار اور قیام اللیل اور حکومت میں لوگوں کی اذیتوں پر صبر فرمایا کبھی بھی ان پر خفا نہ ہوئے۔

فائدہ صُوفیانہ اس میں اشارہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اور معصیت سے بچنے کی تکالیف اور جانی و مالی مصائب پر صبر کرتا ہے تو اسے صبر کے مطابق مراتب عبدیت کے مراتب سے نوازتا اور اسے